AL-AẔVĀ الاضواء
ISSN 2415-0444 ;E 1995-7904
Volume 34, Issue, 51 , 2019
Published by Sheikh Zayed Islamic Centre,
University of the Punjab, Lahore, 54590 Pakistan

پروفیسر غلام وارث کے ترجمہ قرآن کریم کا اسلوب و خصوصیات

Prof Ghulām Wāriṯh's Translation of the Holy Qur'ān: Its Style and Characteristics

کوثرپروین*
محمد سلطان شاہ**

Abstract:
The research article intends to explore the employed methodology and characteristics features of Prof. Ghulām Wārith's translation of the Holy Qur'ān. History certifies that with the expansion of Islam to different regions of globe, its translation to respective languages was felt an inevitable necessity. Therefore, Islamic Scholars endeavored hard to translate the Holy Qur'ān for the good of believers. The same natural demand of newly Islamized audience of sub-continent was addressed by local religious scholars who went for Persia and later on Urdu translations. This mammoth effort of making Qur'ān easy to be learnt and understood is in work endlessly. One of the worthy scholars among these is Wāriṯh, a Professor of Chemistry from Anbāla. His Urdu translation of the Holy Qur'ān is considered a unique and matchless masterpiece. Scientific approach, diversity of meanings, abundance of explanatory notes, comments and statements, language expertise, easy and fluent style etc. are some of salient features to name. In a nutshell, Professor Wāriṯh's translation, though liable to human error, is highly cautious and appreciable effort of spreading the message of Islam.

Key Words: Ghulām Wāriṯh,Urdu Translations of Qur'ān, Contemporary Qur'ānic Translators

اللہ رب العزت نے انسانیت کی رہنمائی کےلئےاپنی آخری کتاب قرآنِ مجید عربی زبان میں نازل فرمائی۔جوں جوں قرآن کا نزول ہوتا رہا،اس کو حفظ کرنے کا اہتمام ہوتا رہااوراس کے ساتھ ساتھ اس کی کتابت بھی کی جاتی رہی۔ رسول ِکریم ﷺ نے صحابہ کرام کواس کی تشریح و توضیح فرمائی۔جونہی قرآن مجید عجمی لوگوں تک پہنچا تو اس کی تعلیم و تفہیم کےلئے متعلقہ زبان میں ترجمہ و تفسیر کی ضرورت محسوس کی گئی۔چنانچہ ضرورت ِوقت کے پیش نظر قرآن مجید کے تراجم کا سلسلہ شروع ہو گیا اور پھر تفاسیر لکھی گئیں اور یہ سلسلہ آج تک جاری و ساری ہے۔یہ کام اس لیے

---

* پی ایچ ڈی سکالر،شعبہ عربی و علوم ِاسلامیہ،گورنمنٹ کالج یونیورسٹی،لاہور، پاکستان
**پروفیسر، شعبہ عربی و علوم ِاسلامیہ،گورنمنٹ کالج یونیورسٹی،لاہور، پاکستان

بھی ضروری تھا کہ قرآن کا پیغام امر بالمعروف و نہی عن المنکر جب تک لوگوں کی مادری زبانوں میں نہیں پہنچایا جاتا اس وقت تک اس پر عمل درآمد اور اثر پذیری کا حصول ممکن نہیں۔برصغیر پاک و ہند میں مختلف زبانیں رائج تھیں۔چنانچہ قرآن مجید کے تراجم و تفاسیر فارسی، سندھی،پنجابی اور پھر اردوزبان میں مختلف ادوار میں مختلف مفسرین قرآن نے کیے۔جن پر مختلف حوالوں سے بہت زیادہ کام ہوا۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ؒ جن کا شمار فارسی کےاولین مترجمین ِقرآن میں ہوتا ہے۔ان کے دو صاحبزادوں شاہ محمد رفیع الدین دہلوی اور شاہ محمد عبدالقادر دہلوی کو اردو زبان کے لفظی ترجمہ اور با محاورہ ترجمہ قرآن کے اولین مترجم ہونے کا شرف حاصل ہوا۔اس کے بعد ایک بڑی تعداد مترجمین کی سامنے آئی جن میں سے چند اردو مترجمینِ قرآن کے نام معروف ہیں مثلاً سر سید احمد خان، نذیر احمد دہلوی ، مولوی عاشق الٰہی میرٹھی ، مولوی فتح محمد جالندھری ، مولوی عبداللہ چکڑالوی ، ابو الکلام آزاد ، عبدالماجد دریاآبادی، مولوی محمد میمن جونا گڑھی ، مرزا حیرت دہلوی ، امام احمد رضا خان بریلوی ،مولوی عبدالحق حقانی، مولوی اشرف علی تھانوی ، مولوی محمود حسن دیوبندی اور سید ابوالاعلیٰ مودودی وغیرہم۔

فہم ِقرآن کی اسی کاوش کے سلسلہ میں ایک نام صاحب ِ" تبیان القرآن یا روح ِصدق" غلام وارث کا آتا ہے۔(1) آپ ہندوستان کی ریاست ہریانہ کے شہر انبالہ میں ۱۵ مارچ ۱۹۰۱ء میں پیدا ہوئے۔(2) آپ کے والدمحترم پیر سید عطا محمدنے یو۔پی۔ کے ایک بزرگ محمد وارث ؒ کے نام پر آپ کا نام غلام وارث رکھا۔سادات خاندان سے تعلق کے باعث آپ سید غلام وارث کہلاتےتھے اور والدِ محترم کے انتقال کے بعد پیر غلام وارث کے نام سے مشہور ہوئے۔ابتدائی تعلیم انبالہ سےحاصل کی ۔ میٹرک کا امتحان امتیازی حیثیت سے پاس کر کے وظیفہ حاصل کیا۔ لکھنؤ یونیورسٹی سے ایف۔ایس سی اور آلہ آباد یونیورسٹی سے بی۔ایس سی۔ کی ڈگری حاصل کی اور ۱۹۲۳ء میں گورنمنٹ کالج لاہورسے ایم۔ ایس۔ سی کیمسٹری کی اورپہلی پوزیشن حاصل کرنے پر میکلیگن پرائز سے نوازے گئے۔(3) آپ کواعلیٰ تعلیم کے حصول کےلیے Scholarship پر باہر جانے کا موقع ملا۔ لیکن آپ کی والدہ محترمہ (مبارک النساء) نے اپنے بیٹے کو وہاں جانے سے منع کر دیا۔ (4) قدرت اللہ شہاب اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ:"اس زمانے کے توہمات میں سات سمندر پار کا سفر بلائے ناگہانی کے مترادف تھا۔" (5)

آپ کی ازدواجی زندگی کا آغاز انبالہ (انڈیا)میں ہوا۔آپ نے دو(۲) شادیاں کیں۔آپ کی اولاد میں چار بیٹے اور ایک بیٹی ہیں۔

آپ نے اپنی ملازمت کا آغازبطور لیکچرار کیمسٹری گورنمنٹ انٹر میڈیٹ کالج جھنگ سے کیا۔ تقسیم ِہند کے بعد پاکستان ہجرت کی اور ۱۵۔ اگست ۱۹۴۷ء کو گورنمنٹ کالج لاہور میں آپ کی بطور سینئر لیکچرارتعیناتی ہوئی۔آپ کو گورنمنٹ کالج لاہور میں قیام ِپاکستان کے بعد شعبہ کیمسٹری میں پہلے صدر ِ

شعبہ ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔[6] جب اصغر مال ہائی سکول راولپنڈی(قدیم نام :سناتن دھرم)کو کالج کادرجہ ملاتو آپ کالج کے پہلے پرنسپل تعینات ہوئے۔گورنمنٹ کالج اصغر مال راولپنڈی میں آپ یکم اکتوبر ۱۹۴۸ء سے ۳ جون ۱۹۵۰ء تک بطور پرنسپل فرائضِ منصبی سرانجام دیتے رہے۔[7] ملازمت کے آخری سالوں میں " آفیسر انچارج کالجیٹ ، ایجو کیشن لاہور" کے عہدے پر فائز رہے۔ اور۱۹۵۶ء میں آپ ۵۵ سال کی عمر میں اسی عہدے سے ریٹائر ہوئے کیونکہ اس وقت کے قانون کے مطابق ریٹائرمنٹ کی مدت پچپن(۵۵) سال تھی ۔ابتدا میں آپ کے مضامین رسالہ" ترجمان القرآن "میں شائع ہوتے تھے۔آپ انگریزی زبان میں لکھی گئی کتاب "The Quran on the Scales" کے مصنف بھی ہیں ۔لیکن آپ کا سب سے بڑا علمی کارنامہ قرآنِ پاک کی پانچ جلدوں میں نامکمل علمی و سائنسی تفسیر ہے جو کہ آپ کی شہادت کی وجہ سے مکمل نہ ہو سکی۔ ۵ اور ٦ جنوری ۱۹۶۶ء/۱۳ اور۱۴ رمضان المبارک ۱۳۸۵ھ کی درمیانی شب آپ کے نجی ملازم احمد دین نے دیگر دو ملازمین کے ساتھ ملکر آپ کوشہید کر دیا۔نقدی اور طلائی زیورات لےکر فرار ہو گئے[8] اور۹ جنوری کی شام آپ کو گل بیگم باغ کے قبرستان(میانی صاحب) میں سپردِ خاک کر دیاگیا۔[9]

تفسیر کا تعارف :

پرو فیسر غلام وارث نے جدید سائنسی علوم کو پیش نظر رکھتے ہوئے اور تحریف شدہ مذاہب سماویہ و غیر سماویہ میں در آنے والے باطل عقائد و نظریات کا قرآن پاک سے رد پیش کرنے کے لئے تفسیر لکھنے کی جسارت کی جس کا نام " تبیان القرآن یا روح صدق" رکھا۔ یہ پانچ متوسط الحجم مجلدات پر مشتمل نا مکمل تفسیری کاوش ہے جو منازل کی تقسیم کے اعتبار سے لکھی گئی ہے اور۱۸۰۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ہر جلد کی تفصیل جدول میں درج کی جاتی ہے:

جلد نمبر	تعداد سور	نام سور (از--تا)	تعداد صفحات
۱	۴	سورۂ الفاتحہ - سورۂ النسآء	۴۱۶
۲	۵	سورۂ المائدہ -سورۂ التوبہ	۴۳۰
۳	۷	سورۂ یونس - سورۂ النحل	۲۹۴
۴	۹	سورۂ بنی اسرائیل- سورۂ الفرقان	۳۳۲
۵	۱۱	سورۂ الشعرآء - سورۂ یٰس	۳۳۶

پانچوں جلدیں مفسر کی زندگی میں ہی زیور طباعت سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آ چکی تھیں- پہلی چار جلدیں دین محمدی پریس لاہور اور آخری جلد پاکستان ٹائمز پریس لاہور سے شائع ہوئیں جن پر کوئی تاریخ اشاعت درج نہیں ہے- لیکن ڈاکٹر صالحہ عبدالحکیم شرف الدین نے اپنی کتاب "قرآن حکیم کے اردو تراجم" میں بیسویں صدی کے تراجم و تفاسیر کے سرسری جائزہ میں "تبیان القرآن" کا سال اشاعت ۱۹۶۰ء بمطابق ۱۳۸۰ھ لکھا ہے-[(10)] ڈاکٹر مفخر حسین خان نے انگریزی زبان میں کتاب بعنوان "The Holy Quran in South Asia" لکھی ہے-جس میں انھوں نے مختلف زبانوں میں قرآن مجید کے مکمل و نا مکمل تراجم کا ذکر کیا ہے-اس کتاب میں مصنف نے "تبیان القرآن" کا سال اشاعت ۱۹۵۹ء لکھا ہے- تفسیر کی چند جلدوں کے صفحات کی تعداد بھی لکھی ہے-[(11)]

ڈاکٹر سیدحمید شطار ی نے لکھا ہے کہ پیر غلام وارث کی تفسیر پانچ جلدوں میں سنہ ۱۹۶۶ء میں دین محمدی پریس لاہور سے شائع ہوئی-[(12)] بہر حال درج بالا تینوں شہادتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ تفسیر تبیان القرآن ۱۹۵۹ء اور ۱۹۶۶ءکے درمیان منصۂ شہود پر جلوہ گر ہو گئی تھی-پروفیسر مرحوم نے تفسیر کی کاپیاں اپنے ہاتھوں سے چھپوائیں اور ان کو مختلف جگہوں پر تقسیم کیا- اس بات کا ذکر انہوں نے اپنی تفسیر کی پانچویں جلد کے پیش لفظ میں بھی کیا ہے:

> "الحمد اللہ کہ اس سلسلہ تفسیر کی پانچویں جلد (منزل)بھی چھپ گئی جو عنقریب قارئین کرام کی خدمت میں پیش کی جائے گی-تبیان القرآن کی پہلی چار جلدیں پاکستان کے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں اور بعض بیرونی ممالک میں مفت تقسیم کی جا چکی ہیں جن علم دوست احباب کو مطالعۂ قرآن کا شوق ہو وہ احقر سے بلاہدیہ حاصل کر سکتے ہیں"[(13)]

پروفیسر غلام وارث نے ہر جلد کا آغاز مختصر انداز میں لکھے گئے " پیش لفظ" سے کیا ہے جس میں انھوں نے قرآن پاک کے فضائل کا تذکرہ ، علومِ قرآن کی اہمیت، مقصد تالیف،مصادر و مراجع کی فہرست اور منہجِ تفسیر بیان کیا ہے،حتیٰ کہ اظہار تشکر بھی اسی "پیش لفظ" میں تحریر کیا ہے۔"پیش لفظ "میں ہی مفسر قرآن نے عذر پیش کیا ہے کہ اپنی طرف سے پوری کوشش اور محنت کے باوجود ہر پہلو پر حاوی ہونے کا ہرگز دعویٰ نہیں ۔اس لیے اگر اس تفسیر میں قارئین کرام کوئی نقص پائیں تو اسے میری بے بضاعتی اور کم علمی پر محمول کریں اور اگر کوئی خوبی دیکھیں تو اسے اللہ کا فضل و احسان سمجھیں۔[14] اسی" پیش لفظ" میں ہی مفسر قرآن نے اپنی خواہش کا اظہار بھی کر دیا کہ یہ تفسیر غلافوں میں بند نہ رکھی جائے بلکہ حتی الامکان ایک پڑھنے والے سے دوسرے کو ملتی رہے تاکہ زیادہ سے زیادہ اصحاب اس سے فائدہ اٹھائیں۔[15] اس کے علاوہ تفسیر ھذا میں نہ کوئی دیباچہ ہے اور نہ ہی ترقیمہ (کاتب کی اختتامیہ عبارت، نام وغیرہ) اور تفسیر میں فہرست ابواب دی گئی ہے نہ ہی اشاریہ(انڈیکس) وغیرہ بنایا گیا ہے۔البتہ نوٹ اور حواشی کا استعمال کیا گیا ہے۔

تفسیری اسلوب:

جہاں تک" تبیان القرآن" کے تفسیری اسلوب کا تعلق ہے،اس میں معروف انداز اپنایا گیا ہے۔تفسیر القرآن بالقرآن کا اہتمام کیا گیا ہے۔قرآن کو اصل قرار دے کر ضمناََ صحیح احادیث اور معتبر روایات بیان کی گئی ہیں۔فوائد اور حواشی میں ان اشارات کو اجاگر کیا گیا ہے جوہر لفظ اور ا س کے انتخاب میں مستور ہیں اور مفرد الفاظ کی تشریح مستند عربی لغات کی روشنی میں کی گئی ہے۔جن میں المفردات فی غریب القرآن،تاج العروس،لسان العرب،صحاح اور قاموس جیسی لغات شامل ہیں۔ اسرائیلی روایات بیان کرنے سے اجتناب کیا گیا ہےاور وہ شہادتیں درج کر دی گئی ہیں جو قرآن سے پہلے نازل شدہ کتبِ سماویہ میں ملتی ہیں اور ان حقائق و معارف کا ذکر بھی کر دیاگیا ہے جن کی نقاب کشائی دورِحاضرہ کی سائنسی تحقیقات نے کی ہے۔کہیں کہیں بات کو سمجھانے کےلئےسائنسی فارمولے اور بہت کم تصاویر پیش کی گئی ہیں۔سائنس سے متعلقہ آیات کی تفسیر میں مفسرِقرآن نے سائنسی تفسیر کے ساتھ روحانی پہلوؤں کو بھی اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے۔اس کے علاوہ آیات کے شانِ نزول اور ربطِ آیات و سور کا اہتمام بھی کیا ہے۔ مفسر کا شروع سے آخر تک تفسیر لکھنے کا انداز ایک ہی رہا ہے۔ہر ہر آیت کی تفسیر کرتے ہیں اور ہر سورۃ کی ابتدا سے پہلے اس کی آیات کی تعداد،رکوع کی تعداد اورسورہ کا مقامِ نزول بتاتے ہیں۔سورتوں کا نزولی اور توقیفی نمبر بھی درج کرتے ہیں۔قرآنی متن کے نیچے بین السطور اردو ترجمہ لکھتے ہیں اور بقیہ صفحہ پر تفسیر۔فارسی اشعار کا استعمال بکثرت کرتے ہیں۔گاہے بگاہے عربی اور اردو شاعری سے استفادہ کرتے ہیں۔مولانا روم،علامہ

محمد اقبال کےا شعارسے بھرپور استفادہ کرتے ہیں۔حوالوں کا استعمال شاذ و نادر ہی کرتےہیں۔

قرآن کے وہ مشکل مقامات جن کی تفسیر میں متقدمین و متاخرین کے افکاروخیالات میں تضاد پایا جاتا ہے۔صاحب ِتبیان القرآن علمائے سلف و خلف ہر دو کے نظریات بیان کردیتے ہیں۔بعض اوقات اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں اور بعض اوقات سکوت اختیار کرتے ہیں۔

ایک اسلوب یہ بھی ہے کہ مشکل مقامات پر مفسر موصوف علما و مفسرین کے حوالے سے آیات کی تشریح کرتے ہیں۔اس سلسلے میں تفسیری ادب سے اقتباس بھی نقل کرتے ہیں اور بعض اوقات اپنی رائے کا اظہار بھی کرتے ہیں۔مثلاًسورۃ یوسفؑ کی آیت وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ۭ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْۗءَ وَالْفَحْشَاۗءَ ۭ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ .[16] کی تفسیر میں مختلف اقوال نقل کرنے کے بعد اپنی رائے کا اظہار اس طرح کرتے ہیں کہ بہر حال حضرت یوسفؑ اور زلیخا کے"ھم"میں مناسبت صرف سوچنے،غور کرنے اور قصد کرنے کی ہے۔ورنہ دونوں کے " ھم " میں زمیں و آسمان کا فرق ہے۔[17]

تفسیر" تبیان القرآن" میں ادبی اسلوب کی جھلک بہت نمایاں ہے ۔آپ نے عربی،فارسی،اردو اور انگریزی زبان کا استعمال جا بجا کیا ہے۔الفاظ کے مفہوم کےلئے عربی لغات کے علاوہ انگلش ڈکشنری سے بھی استفادہ کیا ہے۔[18]

مصادر وماخذ:

پروفیسر غلام وارث نے قرآن پاک کی تفسیر لکھنے میں جن مصادر وماخذ سے مراجعت فرمائی ہے ان کے مصنفین کے اسمائے گرامی حسب ِذیل ہیں:علامہ طنطاوی،شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی ، حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانوی،مولانا ابو الکلام آزاد،مولانا عبد الماجددریا آبادی،جناب عبداللہ یوسف علی وغیرھم۔[19] اس کے علاوہ حدیث کی کتابوں میں صحاح ِستہ،اور مسند احمد بن حنبل سے رجوع کیا ہے۔سیرت کے واقعات کی تفسیر کےلیےسیرۃ ابن ہشام اور مولانا شبلی و سید سلیمان ندوی کی سیرۃالنبیﷺسے رجوع کیا ہے۔لغت اور تفسیری اقوال کےلیےمفردات القرآن،لسان العرب،تفسیر ابن جریر، تفسیر ابن عطیہ،تفسیر کبیر،تفسیر بیضاوی،تفسیر ابن کثیراور انگریزی کتب سے استفادہ کیا ہے۔عہد نامہ عتیق و جدید کا اردو اور انگلش متن ہر دو سے استفادہ کیا ہے۔ جیوش انسائیکلوپیڈیا کے حوالے بھی موجود ہیں۔ پانچویں جلد میں سید ابوالاعلیٰ مودودی کی تفسیر "تفہیم القرآن" سے بھی استفادہ کیا ہے۔

ترجمہ کا اسلوب:

قرآن مجید کے عام مطبوعہ تراجم کی طرح" تبیان القرآن" میں بھی متن کے نیچے با محاورہ سلیس ترجمہ لکھا ہے۔آغاز سورۃ الفاتحہ کے ترجمے سے ہوا ہے۔ مترجم پروفیسر غلام وارث نے کوشش کی ہےکہ ترجمہ مفہومِ قرآن کے قریب قریب ر ہے نیز عام فہم اورسلیس ہو۔مفہوم کو سمجھانے کی خاطرقوسین کا استعمال بکثرت کیا ہےاگر کہیں ترجمے میں وضاحت کی ضرورت محسوس ہوئی ہے تو

نہایت مختصر انداز میں وضاحتی نوٹ حاشیے میں لکھ دیے ہیں۔ بعض اوقات ایک لفظ کے متعدد معانی بھی حاشیے میں لکھے ہیں اور لغات کا حوالہ بھی دیا ہے۔سابقہ کتب سماویہ کے حوالے بھی حاشیے میں دیے ہیں۔مترجم ِقرآن نے ترجمہ کے دوران انتہائی محتاط رویہ اختیار کیا ہے اور علمائے سلف و خلف کی پیروی کرتے ہوئے الفاظ کا چناو کیا ہے۔ترجمہ میں عربی الفاظ کا استعمال بھی بکثرت ہے۔زیادہ تر مقامات پر ایک لفظ کے اوپر نیچے دو سے تین معانی (مترادفات) لکھے ہیں۔بعض مقامات پر ان کا حوالہ بھی ساتھ ہی بریکٹ میں دیا ہے۔جن مترجمین کے حوالےدیے ہیں۔ان میں شاہ عبدالقادر دہلوی،ڈپٹی نذیر احمد ،مولانا محمود حسن،مولانا اشرف علی تھانوی نمایاں ہیں۔ مترجم کا زمانہ چونکہ بیسویں صدی عیسوی کا ہے اور وہ سائنس کے طالب علم ہیں۔ اس لیے موجودہ دور کی سائنسی تحقیقات سے بہت اچھی طرح واقف ہیں لہٰذا ان کے ترجمے میں سائنسی انداز کی جھلک نظر آتی ہے۔

ترجمہ کی خصوصیات:

پروفیسر غلام وارث کے ترجمہ قرآن کی چیدہ چیدہ خصوصیات درج ذیل ہیں۔

۱۔لفظی یا بامحاورہ ترجمہ:

امام ذہبی نے اپنی کتاب تاریخ "التفسیر والمفسرون" میں ترجمہ کی دو قسمیں بیان کی ہیں۔ لفظی ترجمہ اور بامحاورہ ترجمہ۔[20] جبکہ سید ابو الاعلیٰ مودودی کے بقول ترجمہ کی ایک قسم اور بھی ہے جو انہوں نے اپنی تفسیر"تفہیم القرآن" کے دیباچہ میں درج کی ہے۔وہ "آزاد ترجمانی" ہے۔[21] اسی طرح ایک ترجمہ اور بھی ہے جو لفظی اور بامحاورہ ترجمہ کا حسین امتزاج پیش کرتا ہے۔اس کے متعلق عصرِحاضر کے مترجم پیر محمد کرم شاہ الازہری نے اپنی مشہور و معروف تفسیر "ضیاءالقرآن" میں لکھا ہے:"میں نے سعی کی ہے کہ ان دونوں طرزوں کو اس طرح یکجا کر دوں کہ کلام کا تسلسل اور روانی بھی برقرار رہے، زورِبیان میں بھی(حتی الامکان) فرق نہ آنے پائے اور ہر کلمہ کا ترجمہ اس کے نیچے مرقوم ہو" [22]

لہٰذا تراجم قرآن کے سلسلے میں ہر مترجم نے اپنے طور تحت اللفظ، بامحاورہ ترجمہ اور آزاد ترجمانی کی کاوش کی ہے۔ ترجمہ قرآن کی بابت پروفیسر غلام وارث کی کوشش بامحاورہ طرز کی ہے اور ساتھ ہی ساتھ قرآنی متن کے الفاظ کی ترتیب کا پورا خیال رکھتے نظر آتے ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ الفاظِ قرآنی کی لفظی اور معنوی موافقت کا لحاظ بھی رکھتے ہیں۔یہاں چندآیات کا ترجمہ مختلف تراجم سے نقل کیا جاتا ہے تاکہ ان تمام رجحانات کو ملاحظہ کیا جا سکے۔

۱)وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُوْدًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا ۚوَنَجَّيْنٰهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ۔[23]

"اور جب آگیا ہمارا حکم تو ہم نے نجات دیدی ہود کو اور جو ایمان لائے تھے ان کے ساتھ بوجہ اپنی رحمت کے اور ہم نے نجات دے دی انھیں سخت عذاب سے"۔ (تحت اللفظ +بامحاورہ ترجمہ، تفسیر ضیاء القرآن)

"پھر جب ہمارا حکم آگیا تو ہم نے اپنی رحمت سے ہود کو اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے نجات دے دی اور ایک سخت عذاب سے انہیں بچا لیا"۔ (آزاد ترجمانی،تفسیرتفہیم القرآن)

"اور جب ہمارا حکم آ پہنچا۔ ہم نے ہودؑ کو اوران (لوگوں) کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے اپنی رحمت سے بچا لیا اور ان کو ایک بھاری / سخت عذاب سے نجات دی" ۔ (بامحاورہ ترجمہ،تفسیر تبیان القرآن یا روحِ صدق)

۲)۔وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَدَعْ اَذٰىهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَي اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۔ [24]

اور کافروں اور منافقوں کا کہنا مت مان اور ان کی طرف سے جو اذیت پہنچے اس کا خیال چھوڑ دے اور اللہ پر بھروسہ رکھ اور اللہ ہی کارساز کافی ہے ۔

اسی آیت کے جزو " وَدَعْ اَذٰىهُمْ" کا ترجمہ متقدمین نے اس طرح کیا ہے:

اور چھوڑ دے ان کو ستانا ۔با محاورہ ترجمہ عام قاری کی فہم کے مطابق ہے۔ "اور ان کی طرف سے جو اذیت پہنچے اس کا خیال چھوڑ دے"۔

۲۔ترجمہ میں قوسین کا استعمال:

اردو زبان کے اوالین تراجم کی تاریخ میں قوسین ( ) کا استعمال نہیں ہے۔مترجمین نے اپنی استطاعت کی حد تک عربی الفاظ کا ایک ہی ترجمہ کیا ہے۔لیکن انیسویں صدی عیسوی کے نصف آخر میں بہت کم اور ماضی قریب تک بہت زیادہ قوسین کا استعمال ہونے لگا۔[25] دور جدید کی تفاسیر میں بھی اس کی نمایاں مثالیں ملتی ہیں۔مشہور و معروف مترجم مولانا ابو الکلام آزادؒ،مولانا اشرف علی تھانویؒ،عبد الماجد دریا آبادیؒ، سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ، پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ اور ڈا کٹر محمدطاہر القادری وغیرہم قرآنی مفہوم کو واضح کرنے کےلئے قوسین میں اپنی طرف سے کچھ الفاظ کا اضافہ کر دیتے ہیں ۔ مذکورہ اضافہ کےکئی اسباب ہیں۔مترجم نے ایک لفظ کے دو ترجمے کئے، ایک علمی اور دوسرا تسہیلی اور تفہیمی۔ یعنی عوام الناس کو معنی کی تہہ تک پہنچانے کیلئے۔دوسرا سبب اس کا زبان کی وسعت ہے اور مترادف الفاظ کا وافر میسر آنا ہے۔[26] تیسرا اردو فقرہ مکمل کرنے کے لیے ایسے الفاظ کا اضافہ جن کا کوئی مترادف عربی متن میں موجود نہ ہو۔ لسانی ارتقا کا لحاظ رکھتے ہوئے بیسویں صدی کے مفسر قرآن پروفیسر غلام وارث نے بھی ترجمہ قرآن میں مطلب واضح کرنے کے لئے قوسین میں عبارت کا اضافہ کر کےجملے میں ربط اور تسلسل پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔اس کےلئے وہ درج ذیل اسلوب اپناتے ہیں:

الف۔ جملے کی وضاحت کی لیے قوسین کا استعمال:

اکثر مقامات پر مترجم نے جملے کی تکمیل یا وضاحت کے لیے بعض الفاظ کا اپنی طرف سے قوسین میں اضافہ کیا ہے۔مثلا قرآنِ پاک کی چند آیات مبارکہ ملاحظہ ہوں:

وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔[27]

اور بلاشبہ یہ (قرآن) واقعی پروردگار عالم کا اتارا ہوا ہے۔[28]

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا ۭ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِـيْمٌ ۔[29]

اے ایمان والو تم رَاعِنَا مت کہا کرو۔ انْظُرْنَا کہہ دیاکرو(ہماری طرف توجہ کیجئے) اور غور سے سنو(تاکہ مکرر کہنے کی ضرورت ہی نہ رہے) اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے ۔[30]

وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ ۭ وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ۔[31]

اور(یاد کرو) کہ جب ہم نے حکم دیا کہ اس بستی میں داخل ہو جاؤ۔با فراغت جہاں سے چاہوکھاؤ۔(کسی حلال چیز کی ممانعت نہیں) اور سجدہ کرتے ہوئے داخل ہونا (یعنی عاجزی سے فتح کے نشہ میں سرشار اور بدمست ہو کر داخل نہ ہونا) اور (توبہ و استغفار کا کلمہ) حِطَّةٌ کہتے رہنا ۔ہم تمہاری خطائیں معاف کردینگےاورہم نیکوکاروں کو اور زیادہ دیں گے۔[32]

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۔[33]

" رسول (یعنی محمدﷺ) ایمان لے آیا ۔اس پر جو اپنے پروردگار کی طرف سے اس پر نازل ہوا(یعنی احکامِ قرآن) اور مومن بھی۔" (ایمان لے آئے)"۔[34]

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ ۔[35]

"اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کا کرم نہ ہوتا (تو کیا کچھ نہ ہو جاتا)"۔[36]

هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنْذَرُوْا بِهٖ۔[37]

"یہ لوگوں کو خبر پہنچا دینی ہے تاکہاس سے ان کو (نا فرمانی سے) ڈرایا جائے "۔[38]

لَا تَقْتُلُوْهُ ڰ عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۔[39]

"اور فرعون کی بیوی نے کہا یہ تو میرے لیے اور تیرے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ اس کو قتل نہ کر۔ہو سکتا ہے کہ یہ ہمیں نفع پہنچا دے یا ہم اس کو بیٹا ہی بنالیں اور ان کو کچھ شعور نہ تھا (کہ کیا گل کھلنے والا ہے/ بنے گا)"[40]

ب۔سیاق و سباق کے حوالے سے قوسین کا استعمال:

فہمِ قرآن کا ایک لازمی تقاضا یہ ہےکہ قرانِ مجید کو سمجھنے کےلیے جملہ امور میں سے اس کے سیاق و سباق سے آگہی بھی اشد ضروری ہے۔اس کے بغیر مراد اصلی تک رسائی ممکن نہیں۔ترجمہ تبیان القرآن کے بنظرِ عمیق جائزہ سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ مترجم قرآن پیر غلام وارث بسا اوقات دورانِ ترجمہ قوسین میں اضافہ سیاق

و سباق کو مدِنظر رکھتے ہوئے کرتے ہیں تاکہ قاری کو تعین ِمراد میں کوئی دشواری پیش نہ آئے۔چند مثالیں پیش ِخدمت ہیں۔مثلاً

١)۔ وَاذْكُرُوا اللهَ فِيْٓ اَ يَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ۔[41]

اور اللہ کا ذکر کرو (ایام ِتشریق) کے چند گنتی کے دنوں میں ۔[42]

جبکہ دیگرمترجمین نے ترجمہ یوں کیا ہے:" اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو کئی روز تک۔"[43]

٢)۔ صم بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ۔[44]

"وہ بہرے،گونگے اور اندھے ہیں(پس وہ نفاق یا گمراہی سے منہ موڑ کر راہ ِہدایت کی طرف)رجوع نہیں کریں گے "۔[45]

ج۔مشکل الفاظ کی توضیح کےلیے قوسین کا استعمال:

بعض اوقات ترجمہ میں مشکل الفاظ کا استعمال کرتے ہیں اور قوسین میں آسان الفاظ کا اضافہ کرتے ہیں تاکہ عام قاری اس سے استفادہ کر سکے۔مثلا آیت مبارکہ:

عَلٰي قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ۔[46] تیرے دل پر، تاکہ لوگوں کو متنبہ کر دے (ڈر سنا دے) [47]

د۔عربی الفاظ کا قوسین میں ترجمہ:

مترجم کا ایک انداز عربی الفاظ کا ترجمے میں ہو بہو لکھ دینا ہے اس کے بعد معنی کےلیے قوسین کا استعمال کرتے ہیں۔مثلا قرآن پاک کی آیت اِنْ اَنْتَ اِلَّا نَذِيْرٌ ۔ [48] کا ترجمہ یوں کرتے ہیں:"تو تو بس نذیر (ڈر کی خبر پہنچانے والا) ہے ۔[49] لفظ نذیر کا ترجمہ قوسین میں ڈر کی خبر پہنچانے والا لکھتے ہیں۔

٣۔عربی الفاظ کے لغوی معنی کی رعایت:

پروفیسر غلام وارث کے ترجمہ کی نمایاں خوبی عربی الفاظ کے لغوی معنی کا لحاظ رکھنا ہے۔ اس لئے انھوں نے بامحاورہ ترجمہ کے ساتھ ساتھ قرآنی الفاظ کے لغوی معنوں پر بھی توجہ دی ہے۔بطور ِحوالہ مستند لغات (مفردات القرآن،تاج العروس،الصحاح،اور لسان العرب)سے استفادہ کیا ہے۔ چند مثالیں درج ہیں:۔

سورہ فاتحہ کی آیت نمبر ١ کا ترجمہ انھوں نے اس طرح کیا ہے: "کل حمد و ثنا اور تمام شکر گزاری اللہ ہی کےلیے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے"۔ [50] اس آیت میں مترجم نے " الْعٰلَمِيْنَ " کا ترجمہ "تمام جہان" کیا ہے۔جو کہ لغت کے اعتبار سے درست ترجمہ ہے۔بعض مترجمین نے لفظ " الْعٰلَمِيْنَ " کا ترجمہ صیغہ جمع میں کرنے کے بجائے صیغہ واحد میں کیا ہے۔[51] حالانکہ لفظ عالمین واحد نہیں بلکہ عالم کی جمع ہے۔حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ "یہ عالم کی جمع ہے اور اللہ کے سوا ہر موجود شے عالم ہے"۔ امام قرطبی فرماتے ہیں کہ یہی قول صحیح ترین ہے کیونکہ اس میں ہر مخلوق اور ہر وجود شامل ہے۔اس کی دلیل ارشادِ باری تعالیٰ ہے: قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ۔ قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۔(الشعراء٢٦: ٢٣۔ ٢٤) [52]

مولانا اشرف علی تھانوی نے "جو مربی ہیں ہر ہر عالم کے" لکھا ہے۔[53] مولانا محمد جونا گڑھی نے " رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ " کا ترجمہ "جو تمام جہانوں کا پالنے

والا ہے" کیا ہے۔[54] پیر محمد کرم شاہ الازہری کے مطابق اس کا مطلب ہے "جو مرتبہ کمال تک پہنچانے والا ہے سارے جہانوں کا"[55] اور علامہ سید احمد سعید کاظمی نے اس کا ترجمہ"جو پرورش فرمانے والا ہے سب جہانوں کا"[56]تحریر فرمایا ہے۔

اسی طرح پروفیسر غلام وارث نے لفظ "رب" کا ترجمہ پروردگار کیا ہے۔اور مفردات القرآن کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا ہےکہ"(۱) ربوبیت کے معنی کسی چیز کی اس کی بدلتی ہوئی حالتوں اور ضرورتوں کے مطابق نشونما کرنا ہےحتیٰ کہ وہ اپنے حدِکمال تک پہنچ جائے۔(۲)پرورش اور نگہداشت کا مسلسل انتظام"۔[57]اسی طرح سورہ فاتحہ کی آیت نمبر ۲ کا ترجمہ انھوں نے رحمان ا و ر رحیم کے فرقِ مراتب اور دونوں کے صیغہ مبالغہ کا لحا ظ رکھتے ہوئے کیا ہے:"جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے" ۔[58]

۴۔سائنس سے متعلق قرآنی آیات کا ترجمہ:

مترجم پروفیسر غلام وارث کا زمانہ چونکہ بیسویں صدی عیسوی کا ہے اور وہ سائنس کے طالب علم ہیں اس لیے موجودہ دور کی سائنسی تحقیقات سے بہت اچھی طرح واقف ہیں۔لہٰذا ان کے ترجمے میں سائنسی انداز کی جھلک نظر آتی ہے۔چند مثالیں درج ذیل ہیں:

سورۃ الاعراف آیت نمبر ۵۴ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍمیں لفظ "اَيَّامٍ "سے مراد "زمانے" لیا ہے۔[59]

اس کی مزید وضاحت قوسین میں یہ بیان کی ہے کہ" یہاں یوم سے مراد وہ دن نہیں جو سورج کے طلوع و غروب کے درمیان کا وقفہ ہے بلکہ چھ" زمانے " مراد ہیں" ۔ اور ثبوت کےلئے بطورِدلیل قرآن پاک کی سورۃالسجدۃ آیت نمبر ۱۰۔۱۲ اور سورۃ المعارج کی آیت نمبر ۴ سے استشہاد کیا ہے جس میں ایک دن کو ایک ہزار سال یا پچاس ہزار سال کے برابر مانا گیا ہے۔[60] (مترجم نے عبارت میں لفظ المعارج کی جگہ معارف لکھا ہے۔ہو سکتا ہے یہ طباعت کی غلطی ہو کیونکہ معارف قرآن پاک کی کسی سورۃ کا نام نہیں ہے)

دیگر مفسرین نے لفظ "اَ يَّامٍ" سے مراد" دن" لئے ہیں جن میں عبدالماجددریا آبادی،[61] مفتی محمد شفیع،[62] احمدرضا خان،[63] اشرف علی تھانوی،[64] محمدکرم شاہ الازہری شامل ہیں[65] جبکہ مولانا ابو الکلام آزاد،[66] مولانا ڈا کٹر طاہر القادری،[67] اور مترجم تفسیر المنار[68] نے ایام سے مراد چھ مدتوں (یعنی چھ ادوار) لئے ہیں۔اس کے علاوہ مشہور میٹالوجسٹ ڈاکٹر فضل کریم نے اپنی کتاب "قرآن اور جدید سائنس" میں[69] اور ڈاکٹر موریس بوکائی (Maurice Bucaille) نے بھی اپنی کتاب "The Bible The Qur'an and science" میں اَيَّامٍسے مراد "زمانہ" لیا ہے۔[70]

اسی طرح قرآن پاک کی آیت وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ ۔[71] کا ترجمہ کرتے ہوئے مترجم نے لفظ "طرائق"کا معنی رستے بھی لکھا ہے اور حاشیے میں طرائق کا مفہوم ان الفاظ میں بیان کیا ہے:۔

" طرائق: یہ طریقہ کی جمع ہے سیاروں کے راستے۔بعض فرشتوں کی گزرگاہیں مراد لیتے ہیں۔یا سیارے (ظرف سے مظروب بہ) ایٹم کے برقپارے اسی طرح طرائق میں گھومتے ہیں۔" [72]

اسی طرح سورۃالبقرہ کی آیت نمبر ۱۶۴ میں " وَّتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ " کا معنی مترجم نے" ہواؤں کے چلنے / گیسوں کے چلنے " لکھا ہے۔[73] ہواؤں کا چلنا مترجمین ِسلف کی پیروی ہے اور گیسوں کا لکھنا ان کا سائنسی انداز ہے۔ سورۃ یونس کی آیت نمبر ۶۱ میں دوسرے مترجمین کے برعکس مترجم نے " مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ " کا مطلب چھوٹی چیونٹی بھر اور ایٹم ذرہ بھر لکھا ہے جو سائنس کی اصطلاح ہے۔ اس کے بعد تفسیری نوٹ نمبر ۲ میں ا ن کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

"ذرہ کے معنی ایٹم لئے جائیں تو اس کے ذرہ اصغر سے مراد الیکٹران ، پروٹون اور نیو ٹرون ہوں گے۔ جو "جواہر " کے اجزائے اصغر ہیں اور اس ذرہ اکبر سے مراد سالمات (molecules) ہوں گے اور اگر ذرہ کے معنی ایک چھوٹی چیونٹی لئے جائیں تو "اس سے اصغر " جراثیم (viruses) ہوں گے۔ اور "اس سے اکبر "بڑے جانور چرند پرند وغیرہ" ۔ [74]

اسی طرح ارشاد ربانی وَاَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ ۔ [75] (اور ہم نےحمل آور / بارش لانے والی ہوائیں بھیجیں)کی تفسیر میں مترجم تبیان القرآن " الرِّيٰحَ " کا معنی حا شیے میں لکھتے ہیں:۔ ۱ ۔ بار آور کرنے والی (درختوں کو)۲ ۔بارش لانے والی ہوائیں۔[76] ڈاکٹر فضل کریم لکھتے ہیں:۔"اس آیت کریمہ میں عربی کا لفظ " لَوَاقِحَ " سائنسی اہمیت کا حامل ہے۔ اس لفظ کے معنی بوجھل کے ہیں۔ یہ لاقحہ کی جمع ہے۔ جس کے معنی حاملہ کے ہیں۔ اس کا مادہ ل۔ ق۔ ح ہے۔ جس کے معنی حاملہ ہونا ہے۔ ہمارے مفسرین نے " اور ہم نے بار آور ہوائیں چلائیں" کی بجائے اور ہم نے " بادلوں سے پر" ،" پانی سے پر" ، "اوس بھری ہوائیں چلائیں" ترجمہ کیا ہے۔ اگرچہ بادل بھی پانی ہی کے بخارات ہوتے ہیں اور بالائی طبقات میں پہنچ کر تکثیف کے عمل کے ذریعے بارش کی صورت میں زمین پر برستے ہیں لیکن علامہ عبداللہ یوسف علی نے اپنے انگریزی ترجموں میں بور یعنی مادہ کھجور کے درخت نر کھجور کے بور سے بار آوری کا ذکر کیا ہے جو کہ راقم الحروف کے نزدیک درست ہے" ۔[77]

سورۃ الاعراف آیت نمبر ۱۰ " وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِي الْاَرْضِ " کا مطلب مفسرین نے " بیشک ہم نے تم کو زمین میں جگہ دی[78] / آباد کیا[79] / ٹھکانہ دیا[80] لکھا ہے۔ پروفیسر غلام وارث نے مَكَّنّٰكُمْ کا مطلب مرتبہ و درجہ دیا/ جگہ دی/ میکانکی طاقت دی کیا ہے۔[81] تفسیر میں میکانکی طاقت کے حوالے سے وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: " مَكَّنّٰكُمْ پر غور کرو۔ مکان ۔ جگہ۔ درجہ۔ مکن :کسی کو طاقت دینا۔تمکن :جم کر کھڑا ہونا۔ مکانت:قوت، قابلیت۔مکنہ مشین ،انجن۔" [82] اسی طرح قرآن پاک میں موجود لفظ" عَلَقَةٍ " کا ترجمہ بھی موجودہ

سائنسی تحقیقات کے مطابق "ایک طرح کی جونک" کیا گیا ہے۔ پروفیسر غلام وارث نے " عَلَقَةٍ " کا ترجمہ کرتے ہوئے متقدمین و متاخرین (ہر دو) کے انداز کو اپنایا ہے۔(83)

سورہ الانعام کی آیت۹۸ وَهُوَ الَّذِيٓ اَنْشَاَكُمْ کا ترجمہ زیادہ تر مفسرین نے"تم کو پیدا کیا"لکھا ہے۔جبکہ پروفیسر غلام وارث نے اس آیت کا ترجمہ "ابتداًء پیداکیا" لکھا ہے۔لفظ اَنْشَاَ کی مزید وضاحت تفسیر میں کی ہے۔فرماتے ہیں:

" اَنْشَاَء (۱)۔خدا کا کسی کو اولاد پیدا کرکے مختلف الحالات بنانا۔(۲)۔نشونما کرنا۔بچہ یا بادل کا اٹھانا۔تعمیر شروع کرنا۔سلسلہ نوع پھیلا کھڑا کرنا۔اسی مصدر سے نشاۃ Sprouting(plant) /پودے کی شاخ پھوٹنا ہے"۔(84)

اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ۔(85)

"اللہ جانتا ہے اس چیز کو جو ہر مادہ ایامِ حمل میں اٹھائے ہوتی ہے اور جو کچھ ان کے رحموں میں نامکمل foetus بنتا ہے اورجو کچھ بڑھتا ہے"۔(86)

جدید سائنسی انداز اپنایا ہے۔

۵۔عربی الفاظ کا استعمال:۔

ترجمہ کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ اکثر مقامات پر پروفیسر صاحب نےبعض دیگر مترجمین کی طرح قرآنی کلمات،اسماء و افعال کو ہی ترجمہ میں منتقل کر دیا ہے تاکہ عربی الفاظ کی شان و شوکت بھی قائم رہے اور قرآنی مفہوم کا ابلاغ بھی ہو جائے۔مزید برآں اردو الفاظ کا اضافہ بھی کیا ہے تاکہ عام قاری کو تفہیمِ قرآن میں کوئی دقت نہ ہو۔ چند مثالیں نقل کی جاتی ہیں:

وَّكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ۔ (87)

اور زکریاً کو اس کا کفیل بنایا/ زکریاً نے اس کی کفالت کی۔ (88)

اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًۢا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۔(89)

اس آیت میں عربی الفاظ يُبَشِّرُكَ،مصدقاً،کلمۃ،حَصُوْرًا اور الصّٰلِحِيْنَ کا ترجمہ کرتے ہوئے انھی الفاظ کا استعمال کیا ہے۔ جبکہ بعض کا مفہوم قوسین میں واضح کیا ہے۔ اسطرح کی دیگر مثالیں بکثرت موجود ہیں صرف چند پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ۔(90)

میں پہلا مسلم/ماننے والا ہوں۔ (91)

فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۔ (92)

وہ متنبہ کرے گا/جتلائے گا۔ (93)

وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ۔(94)

اور اللہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے/حاکم(گورنر۔جج) ہے۔ (95)

فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ۔(96)

بچائے دیتے ہیں/نجات دیتے ہیں۔ (97)

مزید برآں عربی زبان کے ایسے کلمات جو اردو زبان میں بھی بعینہ مستعمل ہیں پروفیسر غلام وارث نے ان الفاظ کا ترجمہ نہیں کیا بلکہ عربی الفاظ ہی لکھ دیئے ہیں مثلاً مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ میں مٰلِكِ کا ترجمہ مالک ہی رکھا ہے۔ اردو ترجمہ یوں کیا ہے " وہ روزِ جزا کا مالک ہے"

٦۔مترادفات کا استعمال:

پروفیسر غلام وارث کے ترجمہ قرآن کی ایک نمایاں خوبی متبادل و مترادف الفاظ کا کثرت سے استعمال ہے۔ متقدمین و متاخرین کے ترجمہ میں عربی سے اردو صرف ایک لفظ میں ترجمہ کیا گیا ہےجبکہ مترجم تبیان القرآن کے ترجمہ کا اسلوب یہ ہے کہ انھوں نے ایک لفظ کےلئے کم از کم دو سے تین الفاظ متبادل کے طور پر دیے ہیں تاکہ عام قاری کو قرآن کے مفہوم کو سمجھنے میں قطعاً کوئی دشواری نہ ہو۔ یہ مترجم کی زبان و ادب کی بہت بڑی خدمت ہے۔چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

١)۔سورہ لقمان کی آیت٦ میں لفظ لَهْوَ الْحَدِيْثِ کا مفہوم:

" کھیل کی یا مسخری باتیں/فضول قصے/خدا سے غافل کرنےوالی باتیں۔"(98)

٢)۔سورہ القصص آیت٣٥ میں لفظ سُلْطٰنًا کا مفہوم:

"قابو اور غلبہ/حجت و برہان"

٣)۔ سورہ لقمٰن کی آیت ١٧ میں لفظ اَقِمِ الصَّلٰوةَ کا مطلب :

"نماز قائم رکھ/ٹھیک ٹھیک اداکر"(99)

۴)۔ سورہ القصص کی آیت ۵۹ میں لفظ ظٰلِمُوْنَ کا مفہوم

"ظلم کرنے والے/مخالفین حق و انصاف"(100)

اور آیت٧٩ میں لفظ زِيْنَتِهٖ کا مفہوم:

"اپنی زیب و زینت/آن بان"

۵)۔ سورہ الفرقان کی آیت ٧۵ میں لفظ صَبَرُوْا کا مفہوم:

"انھوں نے صبر کیا/وہ ثابت قدم رہے"(101)

۶)۔ سورہ الاسراء کی آیت٣ میں مرکب ِتوصیفی عَبْدًا شَكُوْرًا کا مفہوم

"حق ماننے والا/شکرگذار بندہ"(102)

اور آیت۶٧ میں لفظ كَفُوْرًا کا مفہوم:

"بڑا ناشکرا/احسان نہ ماننے والا"(103)

٧)۔ سورہ الکھف کی آیت ۶٠ میں لفظ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ کا مفہوم:

" بحروں کے سنگھم/دریاؤں کے ملاپ"(104)

٨)۔ سورہ طٰہٰ کی آیت ۵٠ میں لفظ خَلْقَهٗ کا مفہوم:

"اس کی پیدائش (خلقت)/بناوٹ و ہئیت۔(105)

٩)۔ سورہ الانبیاء کی آیت٧۶ میں لفظ الْكَرْبِ کا مفہوم:

"گھبراہٹ/مصیبت/شدید غم"

۱۰)۔ سورہ الانعام کی آیت۱۰۴ میں لفظ بَصَآئِرُ کا مفہوم:
"بصیرت افروز دلائل/حق بینی کے ذرائع۔"(106)

پروفیسر غلام وارث نے نہ صرف الفاظ کےمتبادل معانی بیان کیے ہیں بلکہ ان کے مکمل جملوں کے ترجمہ میں بھی تنوع پایا جاتا ہے۔مثلاً

۱)۔ سورہ الاعراف کی آیت وَبَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ وَالسَّيِّاٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۔میں لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ کا

"تاکہ وہ (راہِ حق پر) رجوع کریں/تاکہ وہ (اپنی کرتوتوں سے) باز آ جائیں"(107)

۲)۔ سورہ الاعراف کی آیت خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (108) میں لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ کا ترجمہ: "تاکہ نافرمانی سے خائف رہو/(عذاب سے) بچے رہو/ہو سکتا ہے کہ تم متقی بن جاؤ۔"(109)

۳)۔ سورہ الاعراف کی آیت وَاُمْلِيْ لَهُمْ ۭ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ (110) کا ترجمہ:
"اور میں ان کو ڈھیل یا مہلت دوں گا۔یقیناً میرا داؤ پکا ہے/میری (خفیہ)تدبیر مضبوط ہے"

۴)سورہ الانفال کی آیت لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ (111)کا ترجمہ:

"تاکہ حق کا حق ہونا اور باطل کا باطل ہونا ثابت کردے / تاکہ حق کو قائم کردے اور باطل کو مٹا ڈالے ۔خواہ مجرم اسے کتنا ہی ناپسند کریں"(112)

اسی طرح مترجمِ قرآن پروفیسر غلام وارث نے قرآن پاک میں مختلف مقامات پر موجود ایک جیسے متن والی آیات کا ترجمہ مختلف انداز میں الگ الگ الفاظ اور مختلف جملوں میں کیا ہے۔جبکہ معنی و مفہوم میں کوئی فرق نہیں پایا جاتا۔مثلاً آپ نے ہر سورت کے آغاز میں بسم اللہ کا ترجمہ کیا ہے۔تقریباً مقامات پر ترجمہ کے مختلف انداز درج کئے ہیں:(113)

سورہ الشعراء میں ایک آیت وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۔(114)تقریباً آٹھ مقامات پرموجود ہے۔ مترجمِ قرآن پروفیسر غلام وارث نےہر جگہ مختلف انداز میں ترجمہ کرکےالفاظ کے متنوع ہونے کی مثال قائم کی۔ایسا اسلوب دیگر تراجم میں بہت کم نظر آتا ہے۔(115)

اسی طرح قرآن پاک میں کثیرالاستعمال لفظ "تقویٰ"کے مختلف معانی تفسیر تبیان القرآن کی زینت بنے ہیں جن کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے:

"اللہ کی نافرمانی سے بچنا،پرہیزگاری اختیار کرنا،خوفِ خدا رکھنا،گناہوں سے بچنا،نافرمانی سے خائف رہنا،تقویٰ اختیار کرنا،احکام بجا لانا وغیرہ وغیرہ"(116)

تفسیر تبیان القرآن اس طرح کی مثالوں سے مزین ہےجن کا احاطہ محدود مقالے میں نہیں کیا جا سکتا۔

۷۔مبالغہ کے صیغوں میں معنی کا لحاظ :

مبالغہ سے مراد فاعل میں مصدری معنی کی زیادتی مراد ہے۔اکثر تراجمِ قرآن میں مبالغہ کے صیغہ کا ترجمہ مثلاً الرحیم ، رحم کرنے والا ، علیم جاننے والا یا واقف کیا گیا ہے۔ جبکہ رحیم کا معنی بے حد رحم کرنے والا اور علیم کا معنی خوب جاننےوالا ہے۔

مترجمِ قرآن پروفیسر غلام وارث نے ترجمہ قرآن کے دوران مبالغہ کے صیغوں کا بعض مقامات پر ذکر بھی کیا ہے اور تقریباً مقامات پر مبالغہ کے صیغوں میں معنی کا لحاظ رکھا ہے ۔ چند مثالیں درج کی جاتی ہیں ۔رحمٰن اور رحیم کے معانی کے حوالے سے رقمطراز ہیں:

" رحمن اور رحیم دونوں مبالغہ کے صیغے ہیں ایک فعلان کے وزن پر اور دوسرا فعیل کے وزن پر ، دونوں الفاظ اللہ کے لیے مخصوص ہیں ان کے معانی ہیں بہت زیادہ بخشش کرنے والا ،مہربان اپنی مخلوق پر ، بے حد اور بار بار رحم کرنے والا۔ [117]

پروفیسر غلام وارث نے دیگر مبالغہ کے صیغوں مثلاً عَلِیْمٌ ، الْحَکِیْمُ ،الْخَبِیْرُ ، التَّوَّابُ، الرَّحِیْمُ وغیرہ میں بھی معنی کا لحاظ رکھا ہے مثلاً

وَھُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۔[118]اور وہ ہر چیز سے بخوبی واقف ہے ۔[119]

وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ۔[120]میں خوب جانتا ہوں جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو ۔[121]

اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ۔[122]بے شک آپ بار بار مہربانی کرنے والے اور سب سے زیادہ رحمت کرنے والے ہیں ۔[123]

وَھُوَ الْحَکِیْمُ الْخَبِیْرُ ۔[124]اور وہی سب حکتوں والا اور ہر بات کی خبر رکھنے والا ۔[125]

وَاللہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۔[126]اور اللہ سب کچھ سننے والا اور پورا علم رکھنے والا ہے۔[127]

یہ اس ترجمے کی خوبی اور انفرادیت ہے جو کہ دوسرے تراجم میں انتہائی کم ہے۔

۸۔حواشی کا استعمال:

کچھ مترجمین نے بعض جگہ ربطِ آیات بتانے کےلیے،بعض موقعوں پر اجمال کو تفصیل میں بدلنے کےلئے،بعض اوقات کسی تشریح طلب امر کی تصریح و توضیح کےلیے اور بعض مقامات پر بعض اور نکات سمجھانے کےلیے مختصر الفاظ میں حاشیہ پر چند الفاظ یا جملے دے دیے تاکہ عوام کےلئے قرآنِ کریم کی بظاہر بےربطی یا اس کا ایجاز و اختصار یا تلمیحات واستعارات،ربط وتسلسل اور وضاحت وصراحت اختیار کرلیں۔ہمارے علماء و فضلاء اور مترجمین و مفسرین اسی روش پر چلے ہیں اور حضرت شاہ عبدالقادر محدث دہلوی کے زمانہ سے موجودہ دور تک انھوں نے عوام کی سہولت کےلئے ان کی عقل و فہم کےلئے تفسیری حواشی اور فوائد دیے ہیں جو عام قارئین کےلئے یقیناً بےحد مفید اور معلوماتی ثابت ہوئے ہیں۔[128]حاشیہ قرآن کی روایت کو برقرار رکھتے ہوئے مفسر

تبیان القرآن کے ترجمہ کی نمایاں خوبی یہ ہے کہ دورانِ ترجمہ لفظ یا جملے کی وضاحت کےلئے یا کسی شبہ و اشکال کے ازالہ کےلئے نوٹ اور حواشی کا استعمال کرتے ہیں۔ان حواشی کی چیدہ چیدہ خصوصیات درج ذیل ہیں:

۱۔اختصار:

پیر غلام وارث نے مختصر حواشی قلمبند کیے ہیں۔جہاں قاری کو قرآنی آیت سمجھنے میں دقت ہو سکتی تھی وہاں مختصراً وضاحت کر دی گئی ہے۔ مثلاً سورۃ النساء میں " نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ" کی وضاحت حاشیے میں کی ہے ۔[129] سورۃ آل عمران میں " سَمِيْعٌ" کی وضاحت حاشیے میں کی ہے۔سورۃ النساء میں " اِخْوَةٌ " کی تشریح حاشیے میں کی ہے۔سورۃ الرعد آیت ۲ میں " تَرَوْنَهَا " کی لغوی تشریح حاشیے میں درج کی ہے ۔[130]اسی طرح اگرآیت کے مخاطب یا مخاطبین کا ذکر ترجمہ کے اندر نہیں تھا تو نوٹ میں اس کا ذکر کر دیا ہے۔مثلاً سورۃ العنکبوت کی آیت نمبر۲ کے حاشیے میں لکھتے ہیں : "یہ آیت عمار بن یاسراور ولید بن ولیدوغیرہ کےمتعلق اتری ہے۔"[131] جو آیت ترجمہ پڑھ کر مکمل طور پر سمجھ آسکتی تھی وہاں حواشی نہیں لکھے گئے۔پورے ترجمے میں حواشی میں اختصار کو ملحوظِ خاطر رکھا گیا ہے اور غیر ضروری طوالت سے بچنے کی کوشش کی گئی ہے۔

۲۔علاماتِ حواشی:

مترجم حواشی میں مختلف علامات کا استعمال کرتے ہیں۔بعض اوقات نوٹ نمبر۱ نمبر۲ لکھ کر حوالہ دیتے ہیں۔بعض مقامات پر علامات*۔¤۔•۔کا استعمال کرتے ہیں۔زیادہ تر مقامات پر صرف لفظ لکھتے ہیں اور اسکی وضاحت کرتے ہیں۔اکثر جگہوں پراردو ہندسوں ے ۱ ، ے ۲ ، ے ۳ کا بطور علامتِ حوالہ استعمال کرتے ہیں۔

۳۔قرآنی آیات:

پروفیسر غلام وارث نے جس طرح دورانِ تفسیر"القرآن یفسر بعضہ بعضاً" کے اصول پر عمل کیا اسی طرح دورانِ ترجمہ بھی اس قاعدے کی پیروی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔بعض اوقات حواشی میں کسی لفظ یا جملے کی تائید میں اسی مفہوم سے ملتی جلتی آیات کا حوالہ دیتے ہیں اور بعض اوقات پوری آیت لکھتے ہیں۔چند مثالیں درج کی جاتی ہیں:

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۔[132]

اس آیت کے حواشی میں سورۃ الفرقان آیت نمبر۶۸ کا حوالہ دیتے ہیں جس کا یہی مفہوم ہے۔[133] اسی طرح سورۃ طٰہٰ کی آیت نمبر۹۴ کے نوٹ میں لفظ "رقب" کا مفہوم لکھتے ہوئے سورۃ التوبۃ آیت نمبر۹ کا حوالہ دیتے ہیں۔ سورۃ القصص کی آیت نمبر۴۷ کے نوٹ میں اسی سورۃ کی آیت نمبر۶۲ کا ذکر کرتے ہیں جن کا متن ایک ہی ہے۔[134] سورۃ الرعد کی آیت نمبر۲۶ میں سورۃ العنکبوت

کی آیت نمبر ٦٢ اورالسبا کی آیت نمبر ٣٦ کا حوالہ مذکور ہے۔[135] تینوں آیات ایک ہی متن کی ہیں۔ اَللّٰہُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَـقْدِرُ

اسی طرح سورۃ الانعام کی آیت نمبر٩٣ کے حاشیے میں الانعام کی آیات نمبر ٢١، ١٤٥، ١٥٨،سورۃ العنکبوت کی آیت نمبر ٣٢، سورۃ هود کی آیت نمبر ١٨ اور سورۃ الصف کی آیت نمبر٧ کا حوالہ دیتے ہیں۔[136] سورۃ یوسف کی آیت نمبر ٥٩ کے حاشیے میں سورۃ المومنون کی آیت نمبر ٢٩ کا ذکر کرتے ہیں۔[137] الغرض اس طرح کے حوالے بکثرت پائے جاتے ہیں اور قاری کےلئے معجم المفہرس کا فائدہ دیتے ہیں۔

۴۔احادیثِ مبارکہ:

تفسیری حواشی کا ایک اہم ماخذ احادیثِ مبارکہ ہیں۔چونکہ حدیث کے بغیر قرآن سمجھنا ہی مشکل ہے۔اس لئے مترجم نے ان حواشی میں بعض احادیث کا ترجمہ نقل کیا ہے۔بعض مقامات پر احادیث کا عربی متن نقل کیا ہےاور بعض الفاظ کے معانی سے متعلق لکھا ہےکہ حضورﷺ کی ان سے مراد یہ تھی۔جیسے سورۃ بنی اسرائیل کی آیت نمبر٧٨ کے تفسیری نوٹ میں لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ کے آپﷺ سے جو معانی منقول ہیں ان کا ذکر کیا ہے اور بطورِ استشہاداحادیث بیان کی ہیں۔[138] اسی طرح احسان کے معنی میں حدیث جبریل بیان کرتے ہیں کہ حضورﷺ نے فرمایا :"احسان یہ ہےکہ تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو۔اگر یہ نہ ہو تو کم از کم اتنا یقین ہو کہ خدا ہمیں دیکھ رہا ہے۔[139] سورۃ الانعام آیت نمبر ١٢٠ میں لفظ " الْاِثْمِ" کے بارے میں پروفیسر موصوف لکھتے ہیں کہ حضورﷺ نے فرمایا:"اثم (گناہ) وہ چیز ہے جو تیرے دل میں کھٹکے اور تو یہ پسند نہ کرے کہ لوگ اس پرمطلع ہوں"۔[140]

۵۔اقوالِ صحابہ:

مفسر کے ترجمہ میں اقوالِ صحابہ کو بہت اہمیت دی گئی ہے کیونکہ قرآن پاک کے معانی و مفاہیم کووہ زیادہ بہترجانتے تھے۔چند مثالیں بطور نمونہ درج کی جاتی ہیں:آیت مبارکہ اَلرَّحْمَنُ عَلَي الْعَرْشِ اسْتَوٰی ۔[141] میں استویٰ کے معنی بیان کرنے کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول بیان کرتے ہیں کہ استواء کا مفہوم معلوم ہے اور کیفیت مجہول ہے۔[142] سورۃ المومنون کی آیت نمبر١٠۴ میں لفظ " كٰلِحُوْنَ" کا مفہوم "بدشکل" لکھنے کے بعدحواشی میں اس کی وضاحت میں عبداللہ ابن مسعود کا قول نقل کرتے ہیں:"کسی نے عبداللہ ابن مسعود سے " كٰلِحُوْنَ" کے معنی پوچھے تو فرمایا : "کیا تم نے بھنی ہوئی سری نہیں دیکھی۔وہ چہرہ جس کی کھال الگ ہو گئی ہو اور دانت نکل آئے ہوں۔"[143]

٦۔الفاظ کی لغوی تشریح

الفاظ کی تحقیق حاشیے میں مختلف انداز سے کرتے ہیں ۔ کبھی لفظ کا مادہ بیان کر کے مختلف معانی لکھتے ہیں مثلاً الاعراف آیت نمبر ٢٧ میں لفظ یَفْتِنَنَّکُمُ کی لغوی تشریح میں لکھتے ہیں۔**فتن** (١)آزمائش میں ڈالنا،گمراہ کر دینا (٢)بغاوت پر ابھارنا،(٣)فریفتہ کر لینا۔[144]

بعض اوقات لفظی معنی کا عنوان دے کر مفہوم واضح کرتے ہیں۔مثلاً المائدة ۲ میں الْبَيْتَ الْحَرَامَ(حرمت والے گھر) ۔[145] بعض اوقات کسی لفظ کی وضاحت کے لیے قرآن پاک کے دوسرے مقام پر موجود آیات کا حوالہ دیتے ہیں۔مثلاً وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ [146] میں لفظ ادرک کا معنی" پکڑنا" لکھتے ہیں ۔بطور دلیل سورة الشعراء آیت نمبر ٦١ " قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰٓى اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ " تحریر کرتے ہیں۔[147] اس طرح آیتِ مبارکہ اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ[148]میں لفظ اُمْنِيَّتِهٖکے بارے میں لکھتے ہیں :

" اُمْنِيَّتِهٖ(جمع امانی)١۔ بیجا آرزو (البقرة : ١٠٥)٢۔ جھوٹ بولنا(مجاہد)(۵۷: ١۴) ٣۔ پڑھنا (٢٢: ۵٢) تلاوت یا تحدیث"۔[149]

بعض اوقات لفظ کے معنی انگریزی لغات کے حوالے سے بھی کرتے ہیں [150]۔

۷۔حاشیے میں عربی گرائمر کا استعمال :

مترجمِ قرآن پیر غلام وارث نے حاشیے میں کثرت سےصرفی و نحوی وضاحتوں کو بیان کیا ہے۔چند مثالیں پیشِ خدمت ہیں:

١)۔سورة الانعام ، آیت ١٠۵ ، اس میں حرف " لام "عاقبت کا ہے تعلیل کا نہیں۔ [151]

٢)۔سورة الاعراف آیت ٣۵ میں لفظ " اِمَّا "کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ان شرطیہ اور ما صلہ کا ہے۔ [152]

٣)۔سورة الاعراف آیت ٣٦ میں " اُولٰٓئِكَ "کلمہ حصر ہے ۔ اس سے اہل سنت استدلال کرتے ہیں کہ گنہگار مومن بالاخر جہنم سے نجات پائیں گے۔ [153]

۴)۔الانعام آیت نمبر ٨٣میں لفظ دَرَجٰتٍ میں تنوین ظاہر کرتی ہے "کئی طرح کے"،" ایک دوسرے سے بڑھ کر درجات"۔[154]

۵)۔ الانعام آیت نمبر ۴٠ لفظ اَرَءَيْتَكُمْمیں ک محض تاکید کےلئے ہے۔اہلِ عرب اَرَءَيْتَكبمعنی "اخبرنا بمالک" استعمال کرتے تھے۔[155] اور آیت ١۵۵ میں لفظ " مُبٰرَكٌ "باب مفاعلہ سے ہے جو مقابلے کےلیے آتا ہے۔[156]

مزید برآں مترجم نے حواشی میں تحقیقِ الفاظ ۔[157] تاریخی واقعات کا بیان۔[158] ادیان سابقہ کی کتب کے حوالوں کا بکثرت استعمال[159] اورعربی اصول و قواعد درج کئے ہیں۔[160]

تنقیدی جائزہ:

قرآن اللہ کا کلام ہے اور اس کلام کا ترجمہ انسانی کاوش ہے۔کوئی بھی انسانی کاوش غلطیوں سے مبرانہیں ہو سکتی اس لیے کہ انسان خطا کا پتلا ہے ۔تفسیر تبیان القرآن کے تنقیدی مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ پروفیسر غلام وارث نے ترجمہ قرآن میں بہت محتاط رویہ اختیار کیا ہے اور ترجمہ میں جمہور مفسرین کی رائے کو اپنایا ہے۔ترجمہ کی عمومی کیفیت یہ ہے کہ اس کے مثبت پہلو بہت زیادہ ہیں۔ چونکہ یہ ایک بشری کام تھالہٰذاترجمہ میں کچھ معائب کا پایا جانا اس کے انسانی کام ہونے کی دلیل ہے۔

پروفیسر غلام وارث ایک سائنس کے طالب علم تھےاور انھوں نے کئی آیات کی سائنسی تفسیر کرنے کی کوشش کی ہےلیکن اس عمل میں وہ علامہ طنطاوی یا

ہندو پاک کے اہلِ قرآن کی تقلید کرتے نظرنہیں آتےجنھوں نے قرآنی آیات کے مفہوم کو توڑ مروڑ کرسائنسی معلومات کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کی ۔سائنس میں نئی تحقیق سےجب پرانے تصورات تبدیل ہوجاتے ہیں تو ایسی تفسیری کاوشیں بےمعنی ہو کر رہ جاتی ہیں۔مثلاً سرسید احمد خان اور غلام احمد پرویزنے جو سائنسی تفسیر کی کوششیں کی تھیں نئی سانسی تحقیق نے انھیں غلط ثابت کردیا ہے۔بہر حال پروفیسر غلام وارث کا سائنسی انداز میں قرآنی مفہوم کو واضح کرنا اپنے کئی معاصرین سے مختلف ہےاور انہوں نے زیادہ تر صرف سائنسی حقائق (scientific facts) کو ہی اپنی تفسیر میں زیرِبحث لایا ہے۔

حواشی و حوالہ جات

1- عبدالجبار شاکر،پروفیسر ،اردو زبان میں تراجمِ قرآن ایک مطالعہ(مضمون)در"مقالات قرآن کانفرنس(بہاولپور:اسلامیہ یونیورسٹی، ۲۰۰۹ء) ج۲، ص۶۴۴ ، * شعیب اسماعیل بلغاری،قران مجید کا بلتی زبان میں ترجمہ اور ان کا جائزہ (مضمون)در"مقالات قرآن کانفرنس(بہاولپور:اسلامیہ یونیورسٹی، ۲۰۰۹ء) ج۱، ص۳۱۱،

2 - History of Services of Gazetted Officers,Ist Edition,P.220

3. Sultan Mahmood Hussain,Dr.Syed,Second 50 Years of Government College Lahore1914-1963(Lahore:Izhar Sons Urdu Bazar,2008AH)p.63

4 - بیٹی:عصمت سلطانہ وارث :ریٹائرڈ پروفیسر کیمسٹری، لاہور کالج فار وومین،لاہور۔ذاتی انٹرویو:جون،۲۰۱۵ء

5 - قدرت اللہ شہاب، شہاب نامہ(لاہور:سنگ ِمیل پبلی کیشنز،۲۰۱۰ء) ص: ۱۰۹

6. Sultan Mahmood Hussain,Dr.Syed,Second 50 Years of Government College Lahore,1914-1963,p.502

7 - اصغر مال کالج راولپنڈی کے پرنسپل آفس میں موجود Honour Board پرنام اورتاریخ مع تصویر درج ہے۔

8 - روز نامہ نوائے وقت،اتوار ۹ جنوری ۱۹٦٦ء،١٦ رمضان المبارک ۱۳۸۵ھ

* روز نامہ نوائے وقت،ہفتہ ۱۵ جنوری ۱۹٦٦ء،۲۲ رمضان المبارک ۱۳۸۵ھ

*The Pakistan Times,Saturday January 15,1966.

9 - ایضاً

10 - صالحہ، عبدالحکیم شرف الدین،ڈاکٹر، قرآن حکیم کے اردو تراجم (کراچی :قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ ،۱۹۸۱ء) ص۱۳۴

11. Mofakhkhar Husain Khan,Dr,The Holy Quran In South Asia (Dhaka:Bibi Akhtar Prakasani,2001) p.539

12 - ڈاکٹر سیدحمید شطاری،قرآن مجید کے اردو تراجم و تفاسیر کا تنقیدی مطالعہ ۱۹۱۴ء تک،ص:۲۴ (مولف سے مقامِ اشاعت اور تاریخِ اشاعت میں تسامح ہوا ہے۔پہلی چار جلدیں دین محمدی پریس سے جبکہ ایک جلدپاکستان ٹائم پریس سے شائع ہوئی۔ ۱۹۶۶ء مفسر قرآن کی شہادت کا سال ہے نہ کہ تفاسیرکی اشاعت کا)۔

13 - غلام وارث،پروفیسر،تبیان القرآن یا روحِ صدق (لاہور: پاکستان ٹائمز پریس ،س۔ن) پیش لفظ

14 - ایضاً، ج:۱ پیش لفظ

15 - ایضاً
16 - یوسف۱۲: ۲۳
17 - غلام وارث،پروفیسر،تبیان القرآن یا روحِ صدق،ج:۳،ص:۹۷۴
18 - تفصیل کےلئے دیکھیے: غلام وارث،پروفیسر،تبیان القرآن یا روحِ صدق،ج:۳،ص:۸، ۱۱، ج:۴، ص: ۱۳۰۶، ۷، ۱۳،
19 - ایضاً،ج:۱، پیش لفظ
20 - ذہبی،محمد حسین،التفسیر والمفسرون(القاہرہ:مکتبہ وھبۃ،س۔ن)ج:۱، ص: ۱۹
21 - مودودی،ابو الاعلیٰ ،سید،تفہیم القرآن(لاہور:مکتبہ تعمیرِ انسانیت،۱۹۹۲ء) ج:۱ (دیباچہ)،ص:۱۱
22- الازہری، پیرمحمد کرم شاہ، ضیاءالقرآن(لاہور: ضیاءالقرآن پبلی کیشنز،۱۴۰۲ھ)ج:۱، ص:۱۲
23 - ھود۱۱: ۵۸
24 - الاحزاب۳۳: ۴۸
25 - محمد عبداللہ،ڈاکٹر،اردو ترجمہ قرآن اور لسانی ارتقاء(مضمون)در"مقالات قرآن کانفرنس(بہاولپور:اسلامیہ یونیورسٹی، ۲۰۰۹ء)ج:۱،ص۱۱۰
26 - ایضاً
27 - الشعرآء۲۶: ۱۹۲
28 - غلام وارث،پروفیسر،تبیان القرآن یا روحِ صدق،ج:۵، ص:۱۵۰۷
29 - البقرہ۲: ۱۰۴
30 - غلام وارث،پروفیسر،تبیان القرآن یا روحِ صدق،ج:۱، ص:۵۹
31 - البقرہ۲: ۵۸
32 - غلام وارث،پروفیسر،تبیان القرآن یا روحِ صدق،ج:۱، ص:۳۴
33 - البقرہ۲: ۲۸۵
34 - غلام وارث،پروفیسر،تبیان القرآن یا روحِ صدق،ج:۱، ص:۱۹۵
35 - النور۲۴: ۱۰
36 - غلام وارث،پروفیسر،تبیان القرآن یا روحِ صدق،ج:۴، ص:۱۳۰۵
37 - ابراہیم۱۴: ۵۲
38 - غلام وارث،پروفیسر،تبیان القرآن یا روحِ صدق،ج:۳، ص:۱۰۶۳
39 - القصص۲۸: ۹
40- غلام وارث،پروفیسر،تبیان القرآن یا روحِ صدق،ج:۵، ص:۱۵۵۴
41 - البقرہ۲: ۲۰۳
42 - غلام وارث،پروفیسر،تبیان القرآن یا روحِ صدق،ج:۱، ص:۱۳۰
43 - تفصیل ملاحظہ ہو: ابنِ کثیر،عماد الدین،تفسیر ابنِ کثیر(مترجم:مولانا ابو محمدجونا گڑھی)(لاہور:اسلامی کتب خانہ،فضل الٰہی ماکیٹ،۲۰۱۱ء)ج:۱، ص:۳۳۵
44 - البقرہ۲: ۴۳
45 - غلام وارث،پروفیسر،تبیان القرآن یا روحِ صدق،ج:۱، ص:۱۱- ۱۲
46 - الشعرآء۲٦: ۱۹۳
47 - غلام وارث،پروفیسر،تبیان القرآن یا روحِ صدق،ج:۵، ص:۱۵۰۷
48 - الفاطر۳۵: ۲۳

49 - غلام وارث،پروفیسر،تبیان القرآن یا روحِ صدق،ج:۵، ص:۱۴۸۰
50 - ایضاً،ج:۱، ص:۱
51 - تفصیل کےلئے دیکھیے: شاہ عبد القادر دہلوی، مولانا محمود حسن، مولانا احمد رضا خان بریلوی، مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی اور مولانا امین احسن اصلاحی، مولانا عبد الماجد دریا آبادی
52 - قرطبی،ابو عبداللہ ،محمد بن احمد،تفسیر قرطبی(مترجم) پیرمحمد کرم شاہ (لاہور،کراچی: ضیاءالقرآن پبلی کیشنز،۲۰۱۲ء) ج:۱،ص:۱۵۴- ۱۵۵
53 - تھانوی،مولانا محمد اشرف علی،بیان القرآن (دہلی:مطبع مجتبائی)ج:۱، ص:۱
54 - قرآن کریم مع اردو ترجمہ وتفسیر(مدینہ منورہ:شاہ فہد قرآن شریف پرنٹنگ کمپلیکس،۱۴۱۷ھ) ص:۳
55 - الازہری، پیرمحمد کرم شاہ، ضیاءالقرآن،ج:۱، ص:۲۲
56 - کاظمی،علامہ احمد سعید،القرآن الحکیم مع ترجمہ البیان(ملتان:کاظمی پبلی کیشنز،۱۹۸۷ء) ص:۲
57 - غلام وارث،پروفیسر،تبیان القرآن یا روحِ صدق،ج:۱، ص:۱
58 - ایضاً
59 - ایضاً،ج:۲، ص:٦۴۵
60 -ایضاً،ج:۲، ص:٦۳٦
61 - دریا آبادی،مولانا عبدالماجد،القرآن الکریم(ترجمہ و تفسیر)(لاہور،کراچی:تاج کمپنی لمیٹڈ،س-ن)ص:۳۳۶
62 - محمد شفیع، مفتی،معارف القرآن(کراچی:ادارۃالمعارف،۱۹۸۸ء)ج: ۳، ص:۵۷۱
63 - بریلوی،مولانااحمدرضا خان، کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن (کراچی:مکتبہ رضویہ،آرام باغ روڈ،س-ن)ص:۱۸۷
64 - تھانوی، اشرف علی ، ترجمہ و تفسیر اختصار شدہ بیان القرآن(لاہور،کراچی:تاج کمپنی لمیٹڈ،س-ن)ص:۱۹۰
65 - الازہری،پیر محمد کرم شاہ ،جمال القرآن،ص:۲۵۷
66 - آزاد،مولانا ابو الکلام،ترجمان القرآن(لاہور:سندھ ساگر اکادمی،۱۹۶۷ء)
67- طاہر القادری، ڈاکٹر ،عرفان القرآن ،ص:۲۳۵
68-عبد الکریم اثری، تفسیر المنار ،
69 - فضل کریم،پروفیسر،ڈاکٹر ، قرآن اور جدید سائنس: حیرت آفریں سائنسی اکتشافات(لاہور:فیروز سنز،۲۰۱۲ء) ص:۱۷۵
70- Maurice Bucaille, The Bible The Qur'an and Science, (Egypt: Dar AL.Ma'arif ,1977),p.135-136
71 -المومنون۲۳: ۱۷
72 - غلام وارث،پروفیسر،تبیان القرآن یا روحِ صدق،ج:۳، ص:۱۳۸۱
73 -ایضاً،ج:۱، ص:۹۶
74-ایضاً،ج:۳، ص:۸۸۵
75 - الحجر ۱۵: ۲۲
76 - غلام وارث،پروفیسر،تبیان القرآن یا روحِ صدق،ج:۳، ص:۱۰۸۲
77 -فضل کریم،پروفیسر،ڈاکٹر ، قرآن اور جدید سائنس، ص: ۲۱۱- ۲۱۲

78 - شاہ عبد القادر ، موضح القرآن (لاہور،کراچی،ڈھاکہ:تاج کمپنی لمیٹڈ،س-ن)ص:۱۸۳
79 - الازہری ، پیر محمد کرم شاہ ،جمال القرآن ، ص:۲۳۷
80 - احمد رضا خان بریلوی ، کنزالایمان ، ص:۱۸۰
81 - غلام وارث،پروفیسر،تبیان القرآن یا روحِ صدق،ج:۲، ص:٦١٦
82 -ایضاً،ج:۲، ص:۶۱۷
83 -ایضاً،ج:۴، ص:۱۳۳۲، ۱۳۷۰
84 -ایضاً،ج:۲، ص:٥٦١
85 -الرعد۱۳: ۸
86 - غلام وارث،پروفیسر،تبیان القرآن یا روحِ صدق،ج:۳، ص:۱۰۱۸
87 -آل عمران ۳: ۳۷
88 -غلام وارث،پروفیسر،تبیان القرآن یا روحِ صدق،ج:۱، ص:۲۱۹
89 -آل عمران ۳: ۳۹
90 -الانعام ۶ : ۱۶۳
91 -غلام وارث،پروفیسر،تبیان القرآن یا روحِ صدق،ج:۲، ص:٦١٠
92 - الانعام ٦: ١٦٣
93 - غلام وارث،پروفیسر،تبیان القرآن یا روحِ صدق،ج:۲، ص:٦١١
94 -یونس ۱۰: ۱۰۹
95 - غلام وارث،پروفیسر،تبیان القرآن یا روحِ صدق،ج:۳، ص:۹۰۸
96 - یونس ۱۰: ۹۲
97 - غلام وارث،پروفیسر،تبیان القرآن یا روحِ صدق،ج:۳، ص:۹۰۸
98 - ایضاً ،ج:۵، ص:۱۶۵۶
99 - ایضاً ،ج:۵، ص:۱۶۶۳
100 -ایضاً،ج: ۵، ص:۱۵۷۸
101 -ایضاً، ج:۳، ص:۱۳۷۲
102 - غلام وارث،پروفیسر،تبیان القرآن یا روحِ صدق،ج: ۴، ص:۱۱۳۳
103 -ایضاً،ج:۳، ص: ۱۱۷۱
104 -ایضاً،ج:۳، ص: ۱۲۱۰
105 - غلام وارث،پروفیسر،تبیان القرآن یا روحِ صدق،ج: ۴، ص:١٢٦٧
106 -ایضاً، ج:۲، ص:۵۶۸
107 - ایضاً:ص:۴۰۸ ، ۴۱۲
108 - الاعراف۷: ۱۸۳
109 - غلام وارث،پروفیسر،تبیان القرآن یا روحِ صدق، ج:۲،ص:۴۱۰
110-الاعراف۷: ۱۸۳
111 - الانفال۸: ۸
112 - غلام وارث،پروفیسر،تبیان القرآن یا روحِ صدق،ج: ۲، ص:۴۳۱
113 -تفصیل ملاحظہ ہو:
114 -الشعراء۲٦: ۹، ٦٨، ۱۰۳، ۱۲۲، ۱۳۰، ۱۵۹، ۱۷۵، ۱۹۱
115 -تفصیل دیکھیے: ج:۵، ص:۱۳۸۷،۱۳۷۵، ۱۳۹۲، ۱۳۹٦، ۱۳۹۸، ۱۵۰۱، ۱۵۰۳، ۱۵۰۷

116 ۔تفصیل ملاحظہ ہو:البقرہ۲: ۲۴، ۲۰۳، آل ِعمرآن۳: ۲۰۰، النساء۴: ۱، المائدہ۵: ۷، ۸، ۱۵۳
117 غلام وارث،پروفیسر،تبیان القرآن یا روح ِصدق،ج:۱، ص:۱
118 ۔البقرہ۲: ۲۹
119 ۔ غلام وارث،پروفیسر،تبیان القرآن یا روح ِصدق،ج:۱، ص:۱۹
120 ۔البقرہ۲: ۳۳
121 ۔ غلام وارث،پروفیسر،تبیان القرآن یا روح ِصدق،ج:۱، ص : ۲۲
122 ۔البقرہ۲: ۱۲۸
123 ۔ غلام وارث،پروفیسر،تبیان القرآن یا روح ِصدق،ج:۱، ص : ۷۲
124 ۔السبا۳۴: ۱
125 ۔ غلام وارث،پروفیسر،تبیان القرآن یا روح ِصدق،ج:۵، ص : ۱۷۳۲
126 ۔آل ِعمران۳: ۳۴
127 ۔ غلام وارث،پروفیسر،تبیان القرآن یا روح ِصدق،ج:۱، ص: ۲۱۶
128 ۔ محمد نسیم عثمانی،پروفیسر،ڈاکٹر،اردو میں تفسیری ادب(کراچی:عثمانیہ اکیڈمک ٹرسٹ،س۔ن)ص:۱۱۸۔ ۱۱۹
129 ۔ غلام وارث،پروفیسر،تبیان القرآن یا روح ِصدق،ج:۱، ص:۳۰۵
130 ۔ ایضاً،ج:۳، ص:۱۰۱۲
131 ۔ج:۵، ص:۱۵۹۳
132 ۔بنی اسرائیل۱۷: ۳۳
133 ۔ غلام وارث،پروفیسر،تبیان القرآن یا روح ِصدق،ج:۴، ص:۱۱۵۶
134 ۔ایضاً،ج:۵، ص:۱۵۸۴
135۔ایضاً،ج:۳، ص:۱۰۳۰
136 ۔ غلام وارث،پروفیسر،تبیان القرآن یا روح ِصدق،ج:۲، ص: ۵۵۵
137 ۔ایضاً،ج:۳، ص۹۸۹
138 ۔ایضاً،ج:۴، ص: ۱۱۷۵، ۱۱۷۶
139 ۔ایضاً،ج:۳، ص:۱۱۰۰
140 ۔ایضاً،ج:۲، ص: ۵۷۷
141 ۔طٰہٰ ۲۰: ۵
142۔ غلام وارث،پروفیسر،تبیان القرآن یا روح ِصدق،ج:۴، ص:۱۲۵۶
143 ۔ایضاً،ج:۴، ص:۱۳۹۶
144 ۔ غلام وارث،پروفیسر،تبیان القرآن یا روح ِصدق،ج:۲، ص:۶۲۶
145 ۔ غلام وارث،پروفیسر،تبیان القرآن یا روح ِصدق،ج:۲،ص: ۴۱۹، ۵۵۲، ۵۵۳
146 ۔الانعام۶: ۱۰۳
147 ۔ غلام وارث،پروفیسر،تبیان القرآن یا روح ِصدق،ج:۲،ص:۵۶۸
148 ۔الحج۲۲: ۵۲
149 ۔ غلام وارث،پروفیسر،تبیان القرآن یا روح ِصدق،ج:۴،ص:۱۳۵۲
150 ۔تفصیل دیکھئے:ج:۲، ص:۶۸۲، ۵۸۵،
151 ۔ غلام وارث،پروفیسر،تبیان القرآن یا روح ِصدق،ج:۲،ص:۵۶۹
152 ۔ایضاً:ج:۲، ص:۶۳۳

153 -ایضاً
154 -ایضاً: ج:۲، ص:۵۳۸
155 -ایضاً،ج:۲، ص:۵۲۱
156 -ایضاً،ج:۲، ص:۶۰۵
157 - غلام وارث،پروفیسر،تبیان القرآن یا روحِ صدق،ج:۵،ص:۱۶۰۰۱۶۵۸،۱۵۶۷،۱۵۶۶، ۱۳۸۵
158 -ایضاً
159 - ایضاً،ج:۳،ص: ۹۵۳ (سورۃ ہود آیت۱۰۰ لفظ "حصید" کے معنی بیان کرتے ہوئے حاشیے میں لکھتے ہیں کھیتی کٹ گئی۔ اس لفظ سے بائبل متی باب ۱۳ نمبر ۳۰ کی طرف ذہن جاتا ہے۔یرمیاہ باب ۲۹ نمبر ۱۸۔سورۃ ہود آیت نمبر ۱۰۱۔لفظ وما ظلمنھم (اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا) حاشیے میں: ایوب باب۲۴نمبر۲۳ مرقس باب ۳۳ نمبر ۴ کا حوالہ دیتے ہیں)
160 - ایضاً،ج:۵،ص:۱۴۷۳